قمراشوک

ناولٹ

جھلستی کڑی دوپہر

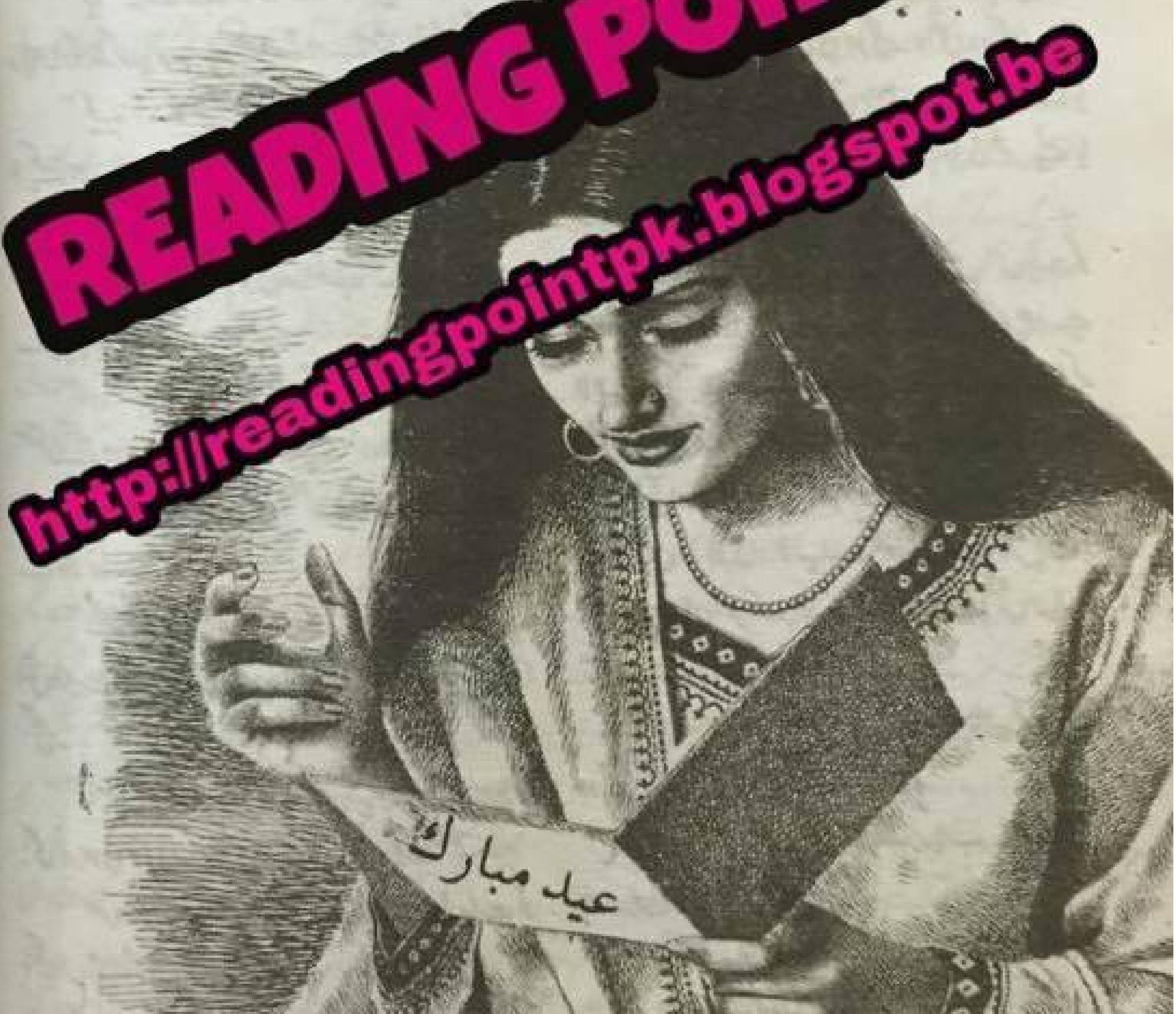

READING POINT
http://readingpointpk.blogspot.be

"گڈ مارننگ سر!" کلاس میں موجود تمام اسٹوڈنٹ اپنے نئے سر سکندر زیدی کی تعظیم میں کھڑے ہوئے تھے۔

"گڈ مارننگ! اینڈ سٹ ڈاؤن"۔ سب بیٹھ چکے تھے سوائے اس کے جو سر سکندر زیدی کو دیکھتے ہی سکتے کی کیفیت میں کھڑی کی کھڑی رہ گئی تھی جبکہ سکندر زیدی رجسٹر کھولے اسٹوڈنٹس کے نام اناؤنس کرنا شروع کر چکے تھے۔

"مسکان کی بچی! کھڑی کیوں ہے بیٹھ جا"۔ اس کے برابر والی سیٹ پر براجمان اقراء نے اس کا ہاتھ پکڑ کے جھٹکے سے چیئر پر بٹھایا۔

"ڈانٹ کھانے کا ارادہ ہے کیا؟ سنا ہے مزاج کے بہت سخت ہیں، منٹوں میں بے عزتی کر کے رکھ دیتے ہیں"۔ اس نے دھیمے سے اس کے کان میں سرگوشی کی جو کہ ابھی تک اپنی تمام سدھ بدھ کھوئے ٹکٹکی باندھے انہیں تکے جا رہی تھی، کیا کچھ نہ تھا ان کی آنکھوں میں زمانے بھر کی حیرانگی در حیرانگی اپنے اطراف فراموش کیے کسی دیوانی داسی کی طرح بغیر پلکیں جھپکائے دیکھے جا رہی تھی۔

"مسکان فرہاج!" کلاس کی گھمبیر خاموشی میں یہ نام گونجا تھا، مگر جواب ندارد۔

"مسکان فرہاج!" نام دوبارہ دہرایا گیا مگر اب کی بار آواز میں بلا کی سختی تھی، جس نے نہ صرف مسکان کو چونکا دیا بلکہ باقی کے اسٹوڈنٹ بھی حیرت سے مسکان کو دیکھنے لگے۔

"پر...... پریذنٹ"۔ آواز میں لرزش و کپکپاہٹ بہت واضح نمایاں تھی، جو سر سکندر زیدی نے بغور نوٹ کی تھی۔

"کلاس روم میں بیٹھنے کے لئے اپنا دل و دماغ اپنے تمام اعصاب کو حاضر رکھا کیجئے، بالخصوص میرے پیریڈ میں یہ غائب دماغی میں برداشت نہیں کروں گا اوکے!" سخت لب و لہجہ نگاہوں میں بے پناہ تیزی نے مسکان کی آنکھوں میں نمی بھر دی تھی۔ سر سکندر زیدی اس کے جھکے سر کو ایک تیز نگاہ ڈالتے باقی اسٹوڈنٹ کی طرف بڑھے، اپنے رول اینڈ ریگولیشن کے بارے میں تنبیہہ کرنے لگے اور سختی سے یہ بات باور کرا دی کہ ان کے اصولوں کے خلاف کوئی نہ جائے، اپنی بے عزتی کے ڈر سے سب اسٹوڈنٹس نے بلاچوں چراں سر سکندر زیدی کے اصولوں کو ماننے میں ہی عافیت جانی، وہ اکاؤنٹنگ کی بک کھول چکے تھے سب کا دھیان صرف کلاس روم میں گونجتی اس بھاری آواز کی سمت تھا۔

"سر سکندر جتنی اچھی پرسنالٹی کے مالک ہیں اتنے ہی روڈ ہیں، ذرا بھی ان کے حسین چہرے پر مسکراہٹ نہیں آئی"۔ اقراء نے ان پر اپنا ریمارکس پاس کرنا ضروری سمجھا۔

"بالکل درست کہہ رہی ہے تو یار! ارے لڑکیاں تو لڑکیاں یہاں تو لڑکے بھی ان کی شاندار شخصیت سے متاثر دکھائی دیتے ہیں"۔ اقراء کی طرح عنبر بھی ان کے سراپائے حسن میں کھوئی ہوئی تھی، جبکہ پاس ہی بیٹھی مسکان اس کی سوچوں کے تمام تانے بانے کسی اور ہی جہاں میں الجھے ہوئے تھے اس کی فرینڈز کیا کہہ رہی ہیں جیسے وہ کچھ سن ہی نہیں رہی، دل و دماغ کی تمام سوچیں کتنے ریشم کے الجھے ہوئے دھاگوں میں الجھے ہوئے تھے، جامعہ کے آس پاس ہوتے شور سے زیادہ اس کے اندر شور تھا جس سے لاکھ پیچھا چھڑانا چاہا بھی تو ناممکن تھا۔

مسکان، اقراء اور عنبر تینوں آپس میں بیسٹ فرینڈز تھیں، مسکان معصوم سی شرمیلی جس کی حیا بار نگاہیں ہر وقت جھکی ہی رہتیں، اقراء اور عنبر جیسی شوخ و چنچل لڑکیوں سے اس کی خوب بنتی تھی۔

☆

"مسکان! کھانا نہیں کھانا آپ کو؟" زہرہ بیگم اس کے کمرے میں داخل ہوئیں، مسکان جو خود میں پوری طرح مگن سامنے لگی دیوار پر سجی پینٹنگ میں پوری طرح گم تھی، زہرہ بیگم کی ممتا سے چور پیار بھری سرزنش پر قدرے چونک سی گئی تھی۔

READING POINT
http://readingpointpk.blogspot.be

"ج......ج......جی ممی! آپ...... آپ کچھ کہہ رہی ہیں؟"

"بیٹا! میں نے آپ سے پوچھا کھانا نہیں کھائیں گی آپ؟" زہرہ بیگم نے جب یہ بات نوٹ کی کہ اس کے دھیان کے سارے دھاگے کہیں اور اُلجھے ہوئے ہیں تو چلتی ہوئی وہ اس کے قریب آ بیٹھیں اور نرمی سے اس کے ریشمی سلکی بالوں کو سہلانے لگیں جو اس وقت بکھرے ہوئے تھے۔

"نہیں ممی! مجھے بھوک نہیں ہے"۔ مسکان نے ان کی فکرمندی کو دیکھتے ہوئے جلدی سے خود کو سنبھالا تھا مگر زہرہ بیگم کی فکرمندی ایک لازمی امر تھی۔

"کیوں جانو! کیا بات ہے میں نوٹ کر رہی ہوں جب سے آپ یونیورسٹی سے آئی ہو کچھ اُلجھی اُلجھی کی گم ہو دوپہر میں بھی آپ نے کچھ نہیں لیا تھا پہلے میں اپنا دل یہ سوچ کر خاموش رہی کہ آپ تھکی ہوئی ہیں مگر اب لگتا ہے کوئی بات ہے جو آپ کو اندر سے پریشان کر رہی ہے تو کیا آپ مجھ سے شیئر نہیں کریں گی"۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے اس کے دونوں ہاتھوں کو تھاما تھا۔

"ارے ممی! ایسی کوئی بات نہیں ہے میں بالکل ٹھیک ہوں بس ذرا اقراء عنبر کے ساتھ کینٹین میں کچھ زیادہ ہی کھا لیا تھا اس لئے کچھ کھانے کو دل ہی نہیں چاہا"۔ مسکان نے زہرہ بیگم کے چہرے کو پیار سے دیکھا جہاں اس کے لئے ممتا کی چاشنی اور فکرمندی جھلک رہی تھی۔

"فکر کیسے نہیں کروں جانتی ہوں میں تمہیں اچھی طرح اپنے دل کی کوئی بات جو آپ کو پریشان کرتی ہے آپ اسے کسی سے بھی شیئر نہیں کرتی ہو لیکن میں یہ بھی جانتی ہوں میری یہ شرمیلی سی بیٹی آج نہیں تو کل مجھ سے ضرور اپنی پریشانی شیئر کرے گی"۔ انہوں نے اس کی عرق آلود پیشانی چومی تھی مسکان ناچاہتے ہوئے بھی مسکرائی بلکہ شرما کر جھک گئی تھی۔ زہرہ بیگم مسکان کو ڈائننگ ہال میں لے آئی تھیں جہاں گھر کے باقی مکین پہلے سے موجود ان کا انتظار کر رہے تھے۔

"مسکان بیٹا! اپنی پرابلم فرح بتا رہی تھی کہ آپ نے دوپہر سے کچھ نہیں کھایا' بیٹا اگر کوئی مسئلہ ہو تو ہمیں بتائیے"۔ سراج نے مسکان کو جانچتی نگاہوں سے تکا تھا۔

"نہیں بڑے پاپا! ایسی کوئی بات نہیں ہے' بس وہ میرے سر میں تھوڑا درد تھا"۔ اس نے بریانی کی ڈش سراج کی جانب بڑھائی جو انہوں نے تھام تو لی مگر اپنی پلیٹ میں نکالے بغیر سائیڈ میں رکھ دی کیونکہ کھانے سے زیادہ انہیں اپنی یہ بھتیجی دل و جان سے عزیز تھی۔

"تو آپ کو ڈاکٹر کو بلوانا چاہیے تھا' فاطمہ آپ کو بھی خیال نہیں آیا مسکان کا"۔ انہوں نے اپنے پاس بیٹھی بیگم کو سرزنش کی مسکا ان کا ایسا انداز دیکھ کر دل بھر کے شرمندہ ہوئی' اب ایسی بھی کیا لاتعلقی' ایک چہرہ ہی تو ہے وہ اس کے لیے خود تو ہوئی پریشان اور اپنی ذات سے لپٹے چاہنے والوں کو بھی فکرمند کر دیا۔

"سراج! آئی ایم سوری جانے مجھ سے یہ غلطی کیسے سرزد ہوگئی دراصل میں ذرا مسز فاخرہ کے ہاں چلی گئی تھی ان کی عیادت کو ورنہ ایسی گستاخی مجھ سے نہیں ہوتی"۔ فاطمہ بھی اپنی اس غلطی پر نادم تھیں جس نے مسکان کو مزید شرمندگیوں کی اتھاہ گہرائی میں لا پھینکا تھا۔

"بڑے پاپا! فرح نے مجھے سر درد کی گولی دودھ کے ساتھ دے دی تھی اور میں نے ہی فرح کو بڑی ممی کو کچھ بھی بتانے سے منع کر دیا تھا کیونکہ میں جانتی ہوں بڑی ممی سے زیادہ فکرمند ہو جاتی ہیں"۔ مسکان نے فوراً ہی فاطمہ بیگم کا دفاع کیا تھا جس سے سراج کے ماتھے پر پڑی شکنوں میں کچھ فرق پڑا تھا' انہوں نے پھر سے مسکان کو دیکھا۔

"آل رائٹ' اب کیسا ہے آپ کے سر کا درد؟"

مسکان دل ہی دل میں شکر ادا کرتی رہی کہ وہ جانتی تھی اس کے پاپا جس قدر ٹھنڈے و ملائم مزاج کے ہیں بڑے پاپا اتنے ہی غصے کے تیز اور گرم مزاج رکھتے ہیں' یہ تو مسکان تھی جس کے آگے جانے ان کا جاہ و جلال کہاں غائب ہو جاتا

READING POINT
http://readingpointpk.blogspot.be

تھا بلکہ یوں کہہ لیجیے مسکان سے بات کرتے وقت کسی کو یقین ہی نہیں ہوتا تھا کہ یہ وہ سراج زیدی ہیں جو اپنے سرکل میں نہایت رعب دار اور رُوڈ مشہور ہیں۔

"اب بالکل ٹھیک ہے۔" اس نے سلاد کی پلیٹ میں سے ایک ٹھنڈا کھیرا اٹھایا اور کھانے لگی تھی' وہ پرسکون ہو گئی تھی کہ سراج نے اس سے کچھ زیادہ سوال و جواب نہیں کیے۔

"ارے پاپا! کچھ نہیں ہوا ہے انہیں سب بہانہ ہے پیار سمیٹنے کا۔" جنید نے اسے چڑانے کے لیے کہا تھا' مگر الٹا اس کو ہی ڈانٹ پڑی تھی' جس پر وہ منہ بنا کے رہ گیا جبکہ مسکان اس کو مزید تپانے کے لیے مسکرا دی تھی جس پر وہ اسے گھور کے رہ گیا۔

☆

"... بچی"۔ اقراء اسے کسی بات پر ہاتھ میں پکڑی ہلکی پھلکی سی ... رہی تھی اور اسی اثناء میں وہ پیچھے ہٹی کہ کسی کے مضبوط اور ... سے جا ٹکرائی تھی' اسے تو کچھ نہیں ہوا مگر مسکان کے نازک ... ہلکی سی ٹیس ضرور اٹھی اور جب پلکوں کی باڑ بمشکل اُٹھی ... جسم کا خون اپنے سرخ و سفید چہرے پر محسوس ہوا تھا۔

"سو......سو...... سوری"۔ گھبراہٹ میں لفظ بھی ساتھ نہ دے رہے بلکہ ایسا لگا جیسے وہ برف ہو گئی ہو۔

"جہاں تک مجھے معلوم ہے یہ آپ تینوں کا میتھا میٹکس کا پیریڈ ہے"۔ سر سکندر نے باری باری تینوں کو دیکھا تھا۔

"یس......یس......یس سر"۔ سر سکندر کو دیکھ کر اقراء کی ہوائیاں اُڑنے لگیں' بمشکل وہ بھی یہ دو لفظ ادا کر پائی تھی جبکہ عنبر اس کی تو زبان ہی تالو سے جا چپکی تھی۔

"تو......" اور اس چھوٹے سے "تو" کا مطلب وہ تینوں بخوبی سمجھتی تھیں۔

"وہ......وہ سر! ایکچوئلی عنبر کے سر میں ش......ش شدید درد ہو رہا تھا"۔ اقراء کو جلدی سے یہی بہانہ سوجھا تھا جس پر عنبر نے بری طرح اسے گھورا تھا' جبکہ مسکان تو وہاں ایسے کھڑی تھی جیسے وہ اس سب منظر سے بالکل الگ ہے۔

"تو آپ دونوں عنبر کی تیمارداری کے لیے ان کے پاس موجود ہیں"۔ زندگی میں اگر وہ شرمندہ ہوئی ہوں گی تو اس وقت' وہ اس شخصیت کے آگے جس کی نظروں میں اپنا ایک خاص امیج بنانے کے لیے وہ اپنا کام بہتر سے بہتر کرنے کی کوشش کرتی تھیں' کچھ نہیں سوجھ رہا تھا کہ اس پل اپنی ریپوٹیشن بنانے کے لیے وہ کیا کریں۔

"آل رائٹ' کل میں خود آپ تینوں کا اس سبجیکٹ کا ٹیسٹ لوں گا جو آج آپ نے چھوڑا ہے' میں بھی تو ذرا دیکھوں کہ آپ تینوں کتنی قابل ہو گئی ہیں کہ پیریڈ لینا ضروری نہیں سمجھتیں"۔ انہوں نے ایک غلط نگاہ مسکان کے جھکے سر پر ڈالی تھی جو مزید سجدہ ریز ہو گئی' سر سکندر کے جانے کے بعد ان دونوں نے ایک گہری پرسکون سانس خارج کی تھی جبکہ وہیں کھڑی مسکان اس کی دل کی دھڑکن جو تھمی ہوئی تھی اسے بحال ہوتی محسوس ہوئی تھی۔

"اقراء کی بچی تجھے میں ہی ملی تھی' حالانکہ سارا قصور تیرا تھا' بڑے مزے سے کہا تھا نا آج پیریڈ لینے کا دل نہیں چاہ رہا لہٰذا بس کرتے ہیں اور مزے لیتے ہیں' اب کل دیکھنا سکندر کیسے ہمیں مزے کراتے ہیں"۔ سر سکندر کے جانے کے بعد ... نے اقراء کی خوب کلاس لی۔

"مجھے ... ڈر لگ رہا ہے"۔

"تو اس میں ڈرنے والی کیا بات ہے' ہمیں تو سب آتا ہے"۔ اس نے اپنا شانہ سہلایا ... عنبر نے بڑی زور سے بک ماری تھی۔

"ہاں' ہاں ڈرنے والی کیا بات بھلا' یہ تو کل ... پڑے گا' جانے وہ پوری بک میں سے کون سا سوال پوچھ لیں یا کرنے کو دے دیں' پھر پوچھوں گی تجھ سے "اس میں ڈرنے والی کیا بات ہے"۔ عنبر نے بڑے بھرپور انداز میں اس کی نقل اُتاری تھی۔

"عنبر! کہہ تو' تو ٹھیک رہی ہے' چل ایک کام کرتے ہیں کینٹین چلتے ہیں وہاں گرما گرم سموسوں کے ساتھ اس مسئلے کا حل بھی نکالتے ہیں"۔ اقراء بھی اپنے نام کی ایک

READING POINT
http://readingpointpk.blogspot.be

ڈھیٹ تھی، عنبر نے اسے صرف گھورنے پر ہی اکتفا کیا تھا کیونکہ اقراء کا کوئی علاج نہیں تھا۔

"مسکان! تو کیا کہتی ہے؟" اب کہ ان دونوں کا رخ مسکان کی جانب تھا جو کہ کسی بہت ہی گہری سوچ میں غلطاں تھی۔

"کیا خیال ہے چھٹی نہ کرلیں ایک دن سے کچھ نہیں ہوتا"۔ مسکان اندر سے جس قدر ڈری و سہمی ہوئی تھی یہ صرف وہ جانتی تھی مگر اوپر سے خود کو حد درجہ مضبوط بنانے کی کوشش کر رہی تھی، مگر اس کی بات پر وہ دونوں اس طرح اچھل پڑی تھیں جیسے زمین پر کسی نے ہزار وولٹ کا کرنٹ چھوڑ دیا ہو۔

"ویری گڈ مسکان! یو آر سو جینئس، کیا شاندار مشورے سے نوازا ہے آپ نے، تیرے اس مشورے سے بہت ہوا کہ سر سکندر سے تجھے اپنی بے عزتی کرانے میں بہت شوق ہے"۔ عنبر کا انداز نہایت پرسکون تھا، مگر باتیں طنزیہ۔

"محترمہ مسکان صاحبہ! یہ کوئی عام ٹیچر نہیں جو پٹ جائیں، یہ سر سکندر ہیں نہایت ہی سخت و کرخت، کیا تو اپنی فرسٹ کلاس بھول گئی جب پوری کلاس کے سامنے تجھے ڈانٹا تھا، بابا نا سر سکندر سے کچھ بعید نہیں کیا پتہ وہ ہمیں اب کی بار پوری جامعہ کے سامنے بے عزت کردیں ان کا کیا بھروسہ۔" مسکان کو اپنا وہ پہلا دن یاد آ گیا، جو وہ اب تک نہیں بھولی تھی وہ ! انہی سوچوں میں گم رہتی کہ عنبر کی باریک آواز ایک بار پھر اس کے کانوں میں گونجی تھی۔

"فی الحال تو اکنامکس کا پیریڈ لیتے ہیں، بعد میں اس مسئلے پر ڈسکس کرتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ محترم سر سکندر زیدی کی بادِ بہاری ایک بار پھر نازل ہو جائے اور پھر کل اس فل سبجیکٹ کا ٹیسٹ لینے کا حکم بھی صادر کردیں"۔ وہ مسکان و اقراء کو مسکراتی ہوئی دیکھنے لگی اور پھر تینوں کا رخ کلاس کی سمت تھا۔

☆.........

"اوکے پاپا! اجازت ہے؟" جنید نے سراج کی طرف اجازت طلب نظروں سے دیکھا تھا جو کہ آج ہانگ کانگ دو دن کے لئے بزنس میٹنگ میں جا رہا تھا۔

"اوکے مائی سن! مگر اپنے پہنچنے کی اطلاع ضرور دینا"۔ سراج نے خوشدلی سے اسے گلے لگایا تھا۔

"جنید بھائی! میرے لئے ڈھیر سارے پرفیوم ضرور لائیے گا"۔ فرح نے ہر بار کی طرح پھر یاد دہانی کرائی تھی۔

"آل رائٹ بہنا! مجھے یاد ہے"۔ اس نے فرح کے سر پر ہلکی سی چپت لگائی۔

"اور آپ کے لئے کیا لاؤں؟" اب کے اس کا اشارہ مسکان کی سمت تھا جو مسکراتی ہوئی نہایت دلکش لگ رہی تھی۔

"جی کچھ نہیں"۔

"ارے وہ کیوں؟" جنید نے حیرانگی سے اسے تکا تھا وہ جانتا تھا کہ ہر لڑکی کی طرح اسے بھی شاپنگ کا کریز ہے، یہ الگ بات ہے کہ وہ فرح کی طرح پٹر پٹر بولتی نہیں، اپنی فرمائشی لسٹ اس کے ہاتھ میں نہیں تھمائی تھی اور اس کی اس شرمیلی ادا سے وہ بخوبی واقف تھا۔

"بھئی ہم جانتے ہیں کہ ہماری بیٹی نہایت شرمیلی ہے اس لئے زبان سے کچھ نہیں کہے گی، اس لئے تم ہماری طرف سے مسکان بیٹی کے لئے ڈھیر ساری شاپنگ کرنا"۔ سراج نے حلاوت سے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ دھرا تھا۔

"آئی نو پاپا! میں تو ایسے ہی تنگ کر رہا تھا"۔ جنید نے مسکرا کے اسے دیکھا جس کی گھنیری سیاہ پلکوں کی باڑ جھکی ہوئی تھی۔

"اوکے اب میری فلائٹ کا ٹائم ہو رہا ہے میں چلتا ہوں"۔ سب پر باری باری الوداعی نگاہ ڈالتا وہ ایئرپورٹ کے لئے روانہ ہو گیا تھا۔

مسکان اپنی ہی دھن میں اپنے کمرے میں جا رہی تھی کہ فرش پر پڑی کسی شے سے بری طرح ٹکرائی تھی اس کی دردبھری چیخ پورے ہال میں گونجی تھی۔

"کیا ہوا؟" فرح کے ساتھ فاطمہ بیگم و زہرہ بیگم بھی

READING POINT
http://readingspot.pk.blogspot.be

بکن چھوڑے اس کی سمت بھاگی تھیں' جواب نیچے فرش پر بیٹھی پاؤں پکڑے رو رہی تھی' چہرہ تکلیف و درد سے بالکل اناری ہو رہا تھا۔

"موچ آ گئی ہے شاید......" ناچاہتے ہوئے بھی اس کی بلیک چمکتی آنکھوں سے چند موتی رخسار کی زینت بنے تھے زہرہ بیگم نے تو دل پر ہاتھ رکھ لیا ان کی اکلوتی بیٹی کی آنکھوں میں آنسو وہ تو اس کی ان خوبصورت آنکھوں میں نمی دیکھنے کی روادار نہ تھیں کجا اتنے بہتے اشک کہاں برداشت کر پاتیں۔

"مسکان! کیا ہوا میری بچی زیادہ لگ گئی' رکو ڈاکٹر کو بلاتی ہوں"۔ زہرہ بیگم نے دیوانوں کی طرح اس کے پیروں کو دیکھا اور پھر پریشانی سے اٹھنے لگیں' فرح نے ہی پھر انہیں روکا۔

"چچی جان! ایسی کوئی بات نہیں ہے' بس ذرا ہلکی سی موچ ہے"۔ مسکان بھی اپنی تکلیف کو اپنی اس ماں کے لئے فراموش کر بیٹھی جو اس کی معمولی سی تکلیف پر بھی ہول سی جاتی تھیں' مسکان نے بھی اپنے شنگرفی ہونٹوں پہ ان کی خاطر مسکراہٹ سجائی تھی۔ پھر ان تینوں کے سہارے ہی وہ اپنے روم میں آئی تھی اس دوران فاطمہ بیگم ڈاکٹر کو فون کر چکی تھیں' ڈاکٹر مسکان کو دیکھ کر جا چکا تھا اور بیڈ ریسٹ بتایا تھا۔

☆

"مسکان کی بچی' آج آ رہی ہے تین دن بعد؟" وہ جیسے ہی جامعہ میں داخل ہوئی تھی اقراء اور عنبر نے اسے جا لیا تھا۔

"میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی مگر تم لوگوں کو اتنی بھی توفیق نہیں ہوئی کہ بھولے سے مجھے کال ہی کر لو"۔ اقراء اور عنبر کی خفگی کو نظر انداز کئے وہ ناراضی سے بولی تھی۔

"اچھا تو محترمہ مسکان فرہاج! کی طبیعت خراب ہو گئی تھی ٹیسٹ کا سنتے ہی"۔ اقراء کا انداز سو فیصد چڑانے والا تھا مگر مسکان جو اپنی پیر کی موچ میں سر سکندر کا ٹیسٹ یکسر بھول چکی تھی' مگر اب ان دونوں کی زبانی جب ٹیسٹ کا پتا چلا تو اپنی حالت ڈوبتی ہوئی محسوس ہوئی تھی' دونوں ہاتھ کی نازک انگلیوں کو ایک دوسرے میں سختی سے پیوست کئے وہ کسی اور ہی جہاں میں کھوئی ہوئی تھی' اقراء اور عنبر نے بغور اسے دیکھا تھا اور انہیں اس کی حالت تشویش میں مبتلا کر رہی تھی' دونوں سب کچھ بھولے مسکان کی فکر میں لگ گئی تھیں۔

"ارے مسکان! تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟" اقراء نے اس کا نازک شانہ ہلایا جس پر وہ چونک کر خالی نظروں سے انہیں دیکھنے لگی تھی۔

"مسکان! اس میں اتنا دہشت زدہ ہونے کی کیا بات ہے نہیں آئی تھیں تو کوئی بات نہیں تم سر سکندر سے ایکسکیوز کر لینا"۔ عنبر نے پیار سے اس کی عرق آلود پیشانی اپنے رومال سے صاف کی تھی' مگر اب بھی مسکان کی پوزیشن میں کوئی فرق نہیں پڑا تھا اب پریشان ہونے کی باری ان دونوں کی تھی کیا ضرورت تھی ان دونوں کو بھی اچانک یوں شاک پہنچانے کی۔

"مسکان! ایم سوری یار' ہمیں تمہیں یوں اس طرح پریشان کرنا چاہئے تھا"۔ مسکان ان دونوں کو اس طرح دیکھ کر ہوئے فوراً سنبھلی تھی اور زبردستی کی مسکراہٹ لبوں پر سجالی۔

"نہیں یار! کوئی بات نہیں' اصل میں' میں کچھ اور سوچ رہی تھی خیر چھوڑو آؤ کلاس میں چلتے ہیں"۔ مسکان کا لب و لہجہ اس کے انداز کا بالکل ساتھ نہیں دے رہا تھا دونوں نے بغور نوٹ بھی کیا تھا مگر وہ بھی اس کی بیسٹ فرینڈز تھیں اس کے نہ آنے کی وجہ معلوم کر کے ہی دم لیا تھا اور جب وجہ پتہ چلی تو دونوں کو نا صرف دکھ ہوا بلکہ افسوس بھی بہت ہوا کہ اس کی نے بغیر اپنی ہی کہی دونوں نے جس کی دونوں نے معذرت بھی کی۔

"پاگل ہو گئی ہو تم دونوں اور کچھ نہیں"۔ مسکان اب کے دل سے مسکرائی تھی اور اپنی سوچوں کو پیچھے دھکیلے ان کے ساتھ باتوں میں لگ گئی۔

سر سکندر کلاس روم میں تمام اسٹوڈنٹس کو کچھ سوالات

READING POINT
http://readingpointpk.blogspot.be

لکھوا اور سمجھا رہے تھے اور ساتھ کچھ پوائنٹس پر لیکچر بھی نوٹ کروا رہے تھے جو تمام اسٹوڈنٹس رجسٹر میں قلمبند کر رہے تھے۔ بھاری رعب دار آواز کلاس روم کی اس گھمبیر خاموشی کو چیر رہی تھی' وائٹ کلف لگے کرتے شلوار میں اس پر پشاوری چپل پہنے وہ اپنی چھا جانے والی شخصیت کے باعث خوبصورت لگ رہے تھے' ذہین و فطین آنکھوں کو آئی گلاسز میں چھپائے ان کی نگاہ بک کے علاوہ تمام اسٹوڈنٹس پر بھی پڑ رہی تھیں' مگر ان سب اسٹوڈنٹس میں بیٹھی وہ ان کے لیکچر کو سننے کے بجائے ان کے ہر انداز میں گم تھی۔

"مسکان فرہاج......" لیکچر دیتے ہوئے ان کی نگاہ خود میں پوری طرح منہمک مسکان پر ٹک گئی تھی مگر سر سکندر کی یہ نام کی پکار اس کا تسلسل نہ توڑ سکی تھی' جبھی پاس بیٹھی عنبر نے اسے ٹوکا تھا مسکان بری طرح گڑبڑا کے رہ گئی اور عنبر کے اشارے پر سر سکندر کو دیکھنے لگی جو بک بند کیے سینے پر ہاتھ باندھے مسکان کو ہی دیکھ رہے تھے۔

"کہاں ہیں آپ؟" [illegible] لہجے میں کیا گیا سوال اس کے اوسان خطا کر گیا تھا۔

"میں نے کچھ سمجھایا ہے وہ لکھا آپ نے لائیے ادھر"۔ اس کی غیر ہوتی حالت کی پرواہ کیے بغیر انہوں نے حکم صادر کر دیا تھا۔

"ج...... ج جی ...... وہ ...... وہ"۔ گھبراہٹ و ہچکچاہٹ میں اس کے ہاتھ سے گولڈن پین زمین پر سر سکندر کے قدموں کے پاس آ گرا' انہوں نے تیز نظروں سے اُسے دیکھا اور پین اٹھا کے اس کی چیئر کے پاس آ رُکے اور پھر خود ہی ہاتھ بڑھا کے اس کا رجسٹر اٹھا لیا جہاں کورا کاغذ ان کا منہ چڑا رہا تھا۔

"کھڑی ہو جائیے"۔ بھاری لہجہ اس کے رونگٹے کھڑے کر گیا' کانپتی ٹانگوں سے وہ نگاہ جھکائے سر جھکائے کھڑی ہو گئی۔

"کیا ہے یہ؟" سر سکندر نے رجسٹر اس کے سامنے کیا۔

• "کل اگر میں آپ سے اس کا ٹیسٹ مانگوں گا تو آپ کلاس سے دو تین دن تک غائب ہو جائیں گی مسکان فرہاج پڑھائی میں اگر آپ کا دل و دماغ نہیں ہے تو گھر بیٹھئے یوں اپنا اور میرا وقت برباد مت کیجئے"۔ گویا وہ اس کے کانوں میں گرم سیسہ انڈیل رہے تھے' کلاس کا ہر اسٹوڈنٹ بغیر کچھ چوں کیے سر سکندر کی بارعب سی ڈانٹ سن رہا تھا اور مسکان اس کی تو وہ حالت تھی کہ کاٹو تو بدن میں خون نہیں' زبان تو جیسے تالو سے جا چپکی تھی جیسے زندگی بھر کچھ نہ بولنے کی قسم کھالی ہو اور مسکان کی اسی چپ نے سر سکندر کو طیش دلایا تھا۔

"گیٹ آؤٹ"۔ سر سکندر کا کہنا تھا کہ وہ ادھر اُدھر دیکھے بغیر اپنی کتابیں اٹھا کے روتی ہوئی کلاس روم سے نکلی تھی' سر سکندر اس کی پشت کو ایک نظر گھورتے ہوئے دوبارہ پڑھائی کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔

غم و غصے میں آج اس نے کوئی بھی پیریڈ اٹینڈ نہیں کیا' اقرا و عنبر زبردستی اسے کینٹین لے آئی تھیں' تینوں کولڈ ڈرنک پی رہی تھیں کہ اقرا کی نگاہ سامنے سے آتے سر سکندر اور سر جعفری پر پڑی جو کسی بات پر قہقہہ لگاتے اندر داخل ہوئے تھے۔

"آج تو ہماری کینٹین کے بھاگ ہی جاگ گئے ہیں"۔ اقرا نے عنبر کے کان میں سرگوشی کی' عنبر جب اس کا مطلب نہیں سمجھی تو اس نے اشارہ اپنی سامنے والی ٹیبل کی سمت کیا جہاں اب وہ دونوں براجمان تھے' اقرا کے ساتھ ساتھ عنبر کی حیرت بھی دو چند ہوئی تھی' اس نے کبھی سر سکندر کو اتنے خوشگوار موڈ میں نہیں دیکھا تھا۔

"اے مسکان! جلدی سے اپنے سامنے دیکھ"۔ عنبر اپنی کولڈ ڈرنک چھوڑے مسکان کو بولی جو جب سے بیٹھی تھی بدستور گردن جھکائے میز پر اپنی مخروطی انگلیوں سے آڑی ترچھی لکیریں کھینچ رہی تھی' عنبر کے اس طرح ٹوکنے پر اس نے اپنی جھکی گھنیری سیاہ پلکیں اوپر اٹھائیں' سامنے کے اس منظر نے اس کا دل بُری طرح دھڑکا دیا تھا' جسم کا سارا خون اس کے چہرے پر چھلکنے لگا تھا' اس کے بالکل سامنے سر

READING POINT
http://readingpointpk.blogspot.be

سکندر بیٹھے کولڈ ڈرنک کے چھوٹے چھوٹے سپ لے رہے تھے۔

"چلو اقراء! چلیں یہاں سے"۔ اس کے لب و لہجے میں ہی نہیں انداز میں بھی واضح کپکپاہٹ تھی جو دونوں نے نوٹ کی اور ایسا محسوس کیا کہ اگر وہ لوگ یہاں سے جلد از جلد نہیں جائیں گی تو مسکان کہیں بے ہوش ہی نہ ہو جائے۔

سامنے بیٹھے سر سکندر نے نہایت گہرائی سے اُسے دیکھا تھا بھلے وہ گفتگو سر جعفری سے کر رہے ہوں مگر دھیان کے سارے دھاگے اسی ایک منظر سے جڑے تھے۔ جس کی سرخ سوجی ہوئی آنکھیں اس بات کی غمازی کر رہی تھیں کہ وہ جب سے روتی ہی رہی ہے اس کی ایک ایک حرکت پر ان کی نگاہ تھی جب وہاں سے جا چکی تھی۔

☆............

"مسکان! آپ کو سر سکندر نے اسٹاف روم میں بلایا ہے"۔ اس کی کلاس فیلو نے اسے اطلاع دی جو اپنی فرینڈز کے ساتھ بیٹھی تھی۔

"مجھے......؟" وہ بُری طرح چونک کر اقراء کو تکنے لگی اور یہی حال اقراء اور عنبر کا بھی تھا۔

"اقراء! تم میرے ساتھ چلو"۔ اس نے اپنا نازک لرزتا ہاتھ اقراء کے ہاتھوں پر رکھا۔

"لیکن مسکان! انہوں نے تمہیں بلایا ہے' اگر ہم ساتھ جائیں گے تو سر سکندر کا کچھ بھروسہ نہیں وہیں کھڑے کھڑے بے عزتی کر دیں"۔ اقراء تو ویسے بھی ان کی بارعب شخصیت سے ڈرتی تھی' مجبوراً اسے اکیلے ہی جانا پڑا۔

"مے آئی کم اِن سر!" وہ دروازہ کھولے اندر آنے کی اجازت مانگ رہی تھی لہجے کی کپکپاہٹ دلاں گھبراہٹ واضح چھلک رہی تھی۔ جس پر سر سکندر کے گداز عنابی لبوں پر تبسم سا بکھر گیا' مگر چہرہ نیچے کتاب پر جھکے ہونے کی وجہ سے مسکان دیکھ نہ پائی۔

"یس کم اِن......" بھاری آواز پورے ہال میں گونجی تھی' جسے پا کے وہ اندر داخل ہوئی کافی دیر تک خاموشی کا راج رہا تھا' بالآخر مسکان کو ہی اس گھمبیر خاموشی کو توڑنا پڑا' کیونکہ سر سکندر تو ایسا لگ رہا تھا جیسے اُسے یہاں بلا کے بھول ہی گئے' بہت سی ہمت خود میں اس نے مجتمع کیے اپنی لرزتی کانپتی پلکیں اوپر کی سمت اٹھائیں تو دل اتنی شدت سے دھڑکا تھا کہ ایسا لگا پسلیوں کی مضبوط دیواریں پھاڑ کے باہر ہی آ جائے گا کیونکہ وہ جانے کب سے بغور اسے ہی دیکھ رہے تھے' اس کی ساری ہمت سارا اعتماد مٹی کے تودے کی طرح ڈھے گیا' سیکنڈ ہی لگے تھے اسے نگاہ اٹھائے کہ نگاہ سمیت گردن بھی جھک گئی تھی۔

بلیو پلین جارجٹ کے سوٹ میں ملبوس نچلا لب دانتوں سے بری طرح کچلتی' انگلیوں کو آپس میں بے دردی سے مروڑتی وہ نازک اندام سی لڑکی دل کے ایوانوں پر قبضہ کرنے لگی تھی' مگر بہت جلد انہیں اس بات کا احساس ہو گیا کہ ان کی گرم پرتپش لو دیتی نگاہیں اسے سہار رہی ہیں' اس کا اعتماد کھو رہی ہیں اور اس سے پہلے کوئی انہونی ہوا نہوں نے خود ہی پہل کر دی تھی۔

"جی تو مسکان! کل آپ نے کوئی بھی پیریڈ اٹینڈ نہیں کیا' میں وجہ جان سکتا ہوں؟" ان کے نارمل لب و لہجے پر مسکان کا اعتماد دھیرے دھیرے بحال ہونے لگا تھا' اس کا رہا سہا اعتماد بھی شرم و حیا کی بھاری سی چادر میں لپٹا رہتا تھا کہ مقابل یہی سمجھتا کہ اس میں اعتماد کی کمی ہے۔

"جی...... وہ......" آگے الفاظ اس کا ساتھ ہی نہیں دے رہے تھے' زبان تو جیسے تالو سے ہی جا چپکی تھی۔

"اینی ویز جو ہوا سو ہوا آگے سے ایسی کوئی غلطی نہیں ہونی چاہیئے"۔ ایک بار پھر سر سکندر نے اس کی مشکل آسان کر دی تھی' مسکان نے ہولے سے جھکی گردن اثبات میں ہولے سے ہلا دی۔

"یو مے گو ناؤ"۔ وہ جانے کے لئے پلٹی تھی۔

"مسکان!" گھمبیر لہجے میں دوبارہ پکارا گیا تھا' مگر اب کے اس پکار میں نرمی تھی جسے محسوس کر کے دوبارہ رُخ موڑ گئی تھی اور نا چاہتے ہوئے بھی سوالیہ نگاہ اوپر اٹھائی۔

READING POINT
http://readingpointpk.blogspot.com

"آپ کا رجسٹرڈ اینڈ پین"۔ انہوں نے وہ دونوں چیزیں اس کی جانب بڑھائیں جو وہ کل کلاس روم میں ہی بھول گئی تھی' وہ اسے لینے آگے کو جھکی تھی۔

"پیپر کیسا ہے اب تمہارا؟" سر سکندر کی طرف سے کیے گئے اس سوال پر وہ بھونچکا ہو کر رہ گئی تھی اور ان دلکش آنکھوں میں جھانکنے لگی جہاں اس کے لئے پیار کا محبت کا ایک جہان آباد تھا' وہ یک ٹک بس ان نگاہوں میں ہی جھانکنے لگی تھی اور اس کی یہ حرکت بالکل غیر ارادی تھی' وہ خود نہیں جانتی تھی کہ انجانے میں وہ کیا غلط کر بیٹھی ہے۔

"کیا بات ہے ان نگاہوں میں ڈوبنے کا ارادہ ہے یا ڈبونے کا؟" شوخ لب و لہجے میں کیا گیا یہ جملہ مسکان کو بُری طرح گڑبڑا گیا تھا' مسکان اس کے لہجے کو دیکھتے ہوئے اب کے بغیر سر سکندر کی پرواہ کیے اپنی چیزیں لیتی ہوئے باہر کی سمت بھاگی تھی' مسکان کے اس فرار پر سر سکندر کے عنابی لبوں کی تراش میں مسکراہٹ کھل اٹھی تھی' کاہی مہندی چیلنج ...ک دو گنا ہو گئی تھی۔

"انہیں کیسے پتہ چلا ... پیپر کی موچ کا؟" وہ حیرانگی سے سوچتی ہوئی آگے بڑھی ... اس کی سوچ کا کوئی سرا ہاتھ نہیں لگا تھا۔

☆

دل چاہتا ہے تم سے کوئی پیاری بات ہو!
تنہائی ہو خموشی ہو
لمبی سی رات ہو
پھر پوری رات تم سے یہی گفتگو رہے

جیسے ہی اس نے رجسٹر کھولا کورے کاغذ پر گولڈن پین سے لکھی یہ نظم اس کی آنکھوں میں ستارے بھر گئی تھی' شنگرفی گلابی لبوں پر آپ ہی آپ مسکراہٹ رینگ گئی' مخروطی انگلیاں ان چمکتے گولڈن لفظوں پر چلنے لگی تھیں اور نظم کے نیچے لکھے "حدید......!" نام پر آ ٹھہری تھیں۔

☆

"ممی! اب کیسا فیل کر رہی ہیں آپ؟" وہ فاطمہ بیگم کے نزدیک بیٹھا تھا۔

"چندا! میں تو بالکل ٹھیک ہوں جو آپ میری نظروں کے سامنے رہیں تو......" فاطمہ بیگم نے لاڈ سے کہا تھا جسے سن کر اس کے چہرے پر دُکھ و غم کا ایک رنگ آ رہا تھا ایک جا رہا تھا' وہ بھی کیا کر سکتا تھا اگر اس کے اختیار میں ہوتا تو وہ ضرور سوچتا مگر یہ گھر چھوڑنے کا حکم بھی تو اس کے عزیز از جان پاپا کا تھا مگر فاطمہ بیگم کی ناساز طبیعت کے بارے میں سنا تو خود کو روک نہیں پایا اور دوڑا چلا آیا تھا۔

"اوہ ممی......! آپ جانتی تو ہیں"۔ حدید نے فاطمہ کا سرد ہاتھ تھاما تھا۔

"حدید بیٹا! چھوڑ دو نا یہ ضد آپ دونوں باپ بیٹے کی اس بے جا ضد میں ایک ممتا سے بھری ماں کا کیا قصور جو وہ یہ تکلیف دہ درد سہے"۔ ان کی آنکھوں سے اشک بہہ نکلے تھے حدید کی دوری وہ برداشت نہیں کر پا رہی تھیں اور کیسے کرتیں آخر کو اس گھر کا بڑا بیٹا تھا۔

"ممی پلیز! آپ روئیے نہ ورنہ طبیعت بگڑ جائے گی"۔ اس کا دل اپنی ماں کے بہتے آنسوؤں پر کٹ کر رہ گیا اور اپنی مضبوط انگلیوں کے پوروں سے ان کے قیمتی آنسو صاف کیے تھے۔

"تو پھر آپ وعدہ کریں آپ اب یہ گھر چھوڑ کے کہیں نہیں جا رہے"۔ انہوں نے اس کا مضبوط ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پکڑا تھا' فاطمہ بیگم کے لہجے میں آس و امید نے اس کے مضبوط قدموں کو لڑکھڑا دیا تھا جو وہ اگر کچھ دیر اور رُکتا تو یقیناً اس کے لیے فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا' اس لئے بغیر ان کو جواب دیے ایک دکھ بھری نگاہ سے انہیں دیکھا اور پھر رُکا نہیں۔

"مسکان! چل جلدی کھڑی ہو بھیا آئے ہیں"۔

مسکان اپنے کمرے میں بیٹھی رجسٹر تھامے تھی کہ فرح آئی اور جھپٹنے کے انداز میں رجسٹر اس کے ہاتھ سے لیا اور ایک سائیڈ پر رکھا اور اسے ساتھ لئے چلتی رہی بغیر اس کی کچھ سنے کہ وہ کیا کہہ رہی ہے۔

"بھیا! یہ بہت غلط بات ہے ایک تو آپ اتنے دنوں بعد آئے ہیں اور ہم سے ملے بغیر ہی جا رہے ہیں"۔ فرح

READING POINT
http://readingpointpk.blogspot.be

گیٹ سے باہر اس ریڈ مرسڈیز کے پاس آ کر رُکی جسے حدید بس اسٹارٹ کرنے ہی والے تھے۔

"اس لئے آپ کی یہ سزا ہے کہ آپ ہمیں آئس کریم کھلا رہے ہیں"۔

"او کے بابا او کے' بیٹھو"۔ انہوں نے اپنی پیاری سی بہن کی چھوٹی سی فرمائش رد نہ کی اور فرنٹ ڈور کھولا جہاں مسکان کو اس نے جلدی سے بٹھایا اور خود پیچھے کی سیٹ پر جا بیٹھی۔

"بھیا! آپ گھر واپس آ جایئے نا"۔ فرح آگے ہو کر بولی۔

"فرح......!" حدید نے دھیرے سے اُسے تنبیہہ کی تھی جس پر وہ خاموشی سے منہ پھلا کر بیک سیٹ سے ٹیک لگا بیٹھی' حدید نے اس کا پھولا چہرہ دیکھا تو آہستگی سے مسکرا دیا۔

"کتنے دن بعد اپنے بھیا سے ملی ہو اور وہ بھی منہ پھلا کے بیٹھی ہو' کچھ بولو گی نہیں؟"

"تو آپ میری بات کہاں مان رہے ہیں"

"اچھا چھوڑو اس ٹاپک کو' یہ بتاؤ ان محترمہ کو کیا ہوا ہے کیا گھر میں ڈانٹ پڑی ہے"۔ اشارہ اپنے برابر کی سیٹ پر بیٹھی مسکان کی سمت تھا جو جب سے سر جھکائے اپنے ناخن پر لگی کیوٹیکس ہٹانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"آپ کو تو معلوم ہے یہ محترمہ کتنی شرمیلی اور ڈرپوک واقع ہوئی ہیں اس لئے آپ کے ساتھ آنے پر ڈر رہی ہیں"۔ فرح ہنس کر بولی جبکہ مسکان' فرح کے اس جواب پر پیچ و تاب کھا کے رہ گئی۔

"اس کا اندازہ تو مجھے ہے"۔ حدید نے اس نازک سی سہمی ہوئی لڑکی کو گہری نظروں سے دیکھا تھا' دھانی جارجٹ کی اوپن شرٹ' میرون فلیپر جس پر دھانی ریشمی دھاگوں سے کڑھائی ہوئی تھی میرون دوپٹے کو سلیقے سے اوڑھے وہ زمانے بھر سے جیسے ڈری ہوئی لگ رہی تھی اور اس کا یہی انداز حدید کو دیوانہ کرتا تھا۔

"چلو بھئی آ گیا اسنو پی بار' نیچے اترو"۔ وہ چابی کو اگنیشن سے نکال رہا تھا کہ مسکان کی مدھم سرگوشی کانوں میں پڑی جو فرح سے نیچے اترنے کو منع کر رہی تھی۔

"مگر کیوں مسکان؟" فرح اس کی طرف جھکی تھی۔

"وہ......وہ......یہ......" اشارہ اپنے نازک پیروں کی سمت کیا' دونوں اس کا اشارہ پا کے وہاں دیکھنے لگے تو حدید کا بھرپور قہقہہ گاڑی میں گونجا تھا۔

"فرح! تم اسے بغیر سلیپر کے ہی اٹھا لائیں"۔ حدید نے اس کے گورے گورے پیروں کو دیکھا جو کہ وہ شرمندگی کے مارے فلیپر کے اندر کر چکی تھی۔

"اوہ...... آئی ایم سو سوری مسکان! اصل میں بھیا کے آنے کی اتنی خوشی ہوئی کہ تمہیں ایسے ہی اٹھا لائی اور شاید تم مجھ سے یہی بات کر رہی تھیں گھر پر جو میں نے انجانے میں نظر انداز کر دی"۔ فرح کو اپنی غلطی پر بہت پشیمانی ہو رہی تھی مسکان کو بھی محسوس ہوا کہ وہ شرمندہ ہے تو مزید کچھ نہیں بولی۔

"کوئی بات نہیں آپ دونوں جائیں میں یہیں ٹھیک ہوں"۔

"تمہارے بغیر تو یہ سفر بہت مشکل ہے"۔ حدید نے [illegible] سے یہ ذو معنی جملہ ادا کیا تھا جس پر مسکان اسے [illegible] آئی گلاسز کے پیچھے سے جھانکتی ان کا ہی مہندی [illegible] میں مزید اضافہ ہو گیا تھا' عنابی لبوں پر جاندار مسکراہٹ [illegible] رہی تھی اور ان کی وجہ تھی "مسکان"۔

مسکان کے اس طرح دیکھنے پر حدید نے [illegible] چہرے کے آگے ہاتھ لہرایا جبکہ پیچھے بیٹھی فرح ہلکے سے مسکرا دی تھی' مسکان کو اپنی اس بے خود حرکت پر ٹوٹ کر شرم آئی' جسم کا سارا خون جیسے چہرے پر چھلکنے لگا ہو' حدید کا اس پل جی چاہا کہ زمانے بھر سے چھپا کے اسے اپنے دل میں رکھ لے کہ دنیا والوں کی بری نظر نہ لگ جائے۔

"بھیا! اگر آپ مسکان کو جی بھر کے دیکھ چکے تو ہم کسی کام سے آئے تھے"۔ فرح نے پیار بھری سرزنش کی' حدید نے چونک کر اسے دیکھا اور ایک ہلکی سی چپت اس کے سر پر

READING POINT
http://readingpointpk.blogspot.be

لگا تا گاڑی سے نکل گیا' مسکان سر جھکائے ہولے سے مسکرادی تھی۔ ان کا یہ خوشگوار سفر دو گھنٹے پر محیط تھا' حدید نے واپس انہیں گھر ڈراپ کر دیا تھا۔

..............☆..............

"واٹ...... کیا کہہ رہے ہو یہ کیسے ممکن ہے یار"۔ سر سکندر فون پر کسی سے بات کر رہے تھے اور ان کا غصہ دجلال دیکھ کے تو ایسا لگ رہا تھا کہ ان کے مزاج کے خلاف کوئی بڑی بات ہوئی ہے۔

"میں ایسا کبھی نہیں ہونے دوں گا"۔ فون کے اس پار جو بھی تھا سر سکندر کو اس کی گفتگو نے سرتا پا سلگا ڈالا تھا۔

"تم رہنے دو اب یہ میرا ذاتی معاملہ ہے اور اس مسئلے سے اب میں خود نبٹ لوں گا"۔ وہاں سے پھر کچھ کہا گیا تھا۔

"نہیں یار! تم میری فکر مت کرو اور ایسا تو میں اپنے جیتے جی کبھی نہیں ہونے دوں گا' او کے اللہ حافظ"۔ انہوں نے غصے میں ریسیور کریڈل پر زور سے پٹخا تھا' کچھ دیر سوچنے کے بعد اپنے موبائل سے ایک جانا پہچانا نمبر ڈائل کیا' ایک بار دو بار تین بار وہاں سے لائن کاٹ دی گئی تو اس کا غصے سے پارہ ہائی ہو گیا تھا' سامنے رکھی بیل بجائی کلرک اندر آیا تھا۔

"ہاں نذیر! بی کام پارٹ ون کی مسکان فرہاج کو بلا کر لائیں"۔

"جی بہتر سر!" اتنے عرصے میں وہ بہت کچھ سوچ چکا تھا آگے کا لائحہ عمل تیار کر چکا تھا کہ اتنے میں نذیر چلا آیا۔

"سر! وہ آج جلدی چلی گئی ہیں"۔

"او کے آپ جائیں"۔ سر سکندر کل کا شدت سے انتظار کرنے لگے تھے۔

..............☆..............

مسکان کو ڈرائیور کالج کے گیٹ کے پاس اُتار کے چلا گیا تھا وہ اپنی ہی دھن میں چلی جا رہی تھی کہ ریڈ مرسڈیز کے ٹائر زور سے اس کے پاس چرچرائے وہ ڈر کر ایک دو قدم کے فاصلے پر ہوئی' اندر دیکھا تو سر سکندر اپنی شان و شوکت سے براجمان اسی کو دیکھ رہے تھے۔

"مسکان! جلدی سے گاڑی میں بیٹھو"۔ حکمیہ انداز میں کہا گیا اور ساتھ فرنٹ ڈور بھی کھولا تھا' مسکان کے تو چودہ طبق روشن ہو گئے وہ ڈری سہمی سی اپنے اطراف میں دیکھنے لگی۔

"میں تم سے کہہ رہا ہوں کسی اور سے نہیں' جلدی آؤ"۔ اب کے ان کی آواز میں سختی تھی غصے کی جھلک نمایاں تھی' مسکان کو تو اپنے رہے سہے اوسان بھی زائل ہوتے محسوس ہوئے تھے' سر سکندر کو اس کی حالت کا اندازہ ہو گیا تھا جبھی خود گاڑی سے نکلے اور اس کا ہاتھ پکڑ کے گاڑی میں بٹھایا اور فوراً سے بیشتر گاڑی نئے راستوں پر گامزن کر دی۔

"آ...... آ...... آپ...... مجھے...... کہاں لے جا رہے ہیں؟" مسکان نے ڈرڈر کر ان کی طرف دیکھا' بلیک جینز پر اسکائی بلیو شرٹ پہنے' نگاہوں میں حد درجہ غصہ بھرے وہ ونڈ اسکرین کو گھور رہے تھے' عنابی لبوں کو اتنی سختی سے بھینچا ہوا تھا کہ جیسے کبھی نہ بولنے کی قسم کھا رکھی ہو' چہرہ شدت غم سے سرخ ہو رہا تھا' وہ ہر روز کی بانسبت آج بالکل مختلف لگے ان کے انداز نے اسے کسی انہونی ہونے کا پتہ دیا تھا' چھٹی حس جیسے بار بار کہہ رہی تھی کہ کچھ غلط ہونے والا ہے' وہ اپنی گہری ہوتی سوچوں میں اور جانے کتنا غلطاں رہتی کہ ان کی آواز نے اسے بری طرح چونکا دیا تھا۔

"چلو اترو"۔ اس کی سائیڈ کا دروازہ کھولا' وہ بجائے انہیں دیکھنے کے اس جگہ کو دیکھنے لگی جہاں گاڑی رکی تھی' وہ کوئی شاندار سی کوٹھی تھی' سر سکندر نے خود ہی اس کا ہاتھ تھاما اور اندر کی سمت بڑھنے لگے تھے' وہ کوریڈور سے گزر کے لاؤنج کو پار کرتی اس بڑے سے حسین ترین بیڈروم میں آئی تھی جو شاید ان کے زیر استعمال تھا' انہوں نے اس کا ہاتھ چھوڑا اور دروازہ لاک کیا "کھٹاک" کی آواز پر اس نے دروازے کی سمت دیکھا اور پھر انہیں جو اس کی طرف آرام آرام سے آ رہے تھے' مسکان کے ہاتھ میں پکڑی بکس زمین بوس ہو گئیں جنہیں انہوں نے نظر انداز کر دیا تھا۔

READING POINT
http://readingpoint.blogspot.be

"گھر میں جو کچھ ہو رہا ہے تمہیں خبر ہے اس کی؟"

"ج...... ج...... جی"۔ وہ ناسمجھی میں بولی تھی مگر وہ سمجھے کہ وہ سب جانتی ہے اور اس کے اسی "جی" نے انہیں بھڑکا دیا تھا۔

"تو پھر اب آپ یہ بھی بتا دیجئے کہ آپ کا کیا فیصلہ ہے کیا چاہتی ہیں آپ؟" مسکان کی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کس فیصلے کی بات کر رہے ہیں اس لئے خاموش ہی رہی۔

"مسکان! تمہاری اس خاموشی سے ظاہر ہو رہا ہے کہ تم وہ ہی کرو گی جو تمہیں تمہارے بڑے پاپا کہیں گے اور کیوں نہیں کرو گی کیونکہ تم شروع سے ایک بزدل اور ڈرپوک لڑکی ہو جو اپنے حق کے لئے بھی نہیں لڑ سکتی۔"

انہوں نے نہایت تیز نظروں سے اسے دیکھا تھا کہ وہ اندر ہی اندر کانپ کر رہ گئی تھی۔

"لیکن یاد رکھو میں ان کا فضول فیصلہ کبھی نہیں مانوں گا میں تمہیں کبھی بھی نہیں چھوڑوں گا تمہیں چھوڑنے کا مطلب ہے جسم سے روح کا الگ ہونا میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اگر پاپا تم سے ڈائیورس پیپرز پر سائن کروائیں گے تو تم یقیناً کر دو گی کیونکہ تم ٹھہری ایک احمق و بے وقوف لیکن تمہاری اس بے وقوفی میں، میں تمہارا ساتھ کبھی نہیں دوں گا اور نہ تمہیں یہ کرنے دوں گا اور اپنے سے جدا نہ کرنے کا میرے پاس صرف یہ آخری طریقہ ہے۔" اسے دونوں بازوؤں سے تھامے اسے اپنے سے اتنا قریب تر کر لیا تھا کہ ان کی گرم سانسیں مسکان کا چہرہ جھلسا رہی تھیں۔

"ح...... حد...... حدید چھوڑیئے۔" وہ اس کی مضبوط پناہوں میں بُری طرح مچلنے لگی تھی، بلیک شیشوں میں ایک سمندر اُمڈ آیا تھا، سکندر کی حرکت نے ان کے انداز نے اسے ہراساں کر ڈالا تھا، دل کی دھڑکنیں تھیں کہ تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں، جو سکندر حدید کے کانوں میں پہنچ کے دم توڑ رہی تھیں، اس کی حالت بن پانی کی مچھلی کی طرح ہو رہی تھی، مگر سکندر حدید کو اس کی غیر ہوتی حالت کی پرواہ ہی کب تھی، انہیں تو صرف خود پر ہونے والا ظلم یاد تھا، مسکان کی ہر کوشش ہر آہ و زاری ناکام تھی، وہ جو اس کی آنکھوں میں نمی نہیں دیکھ سکتا تھا آج آنسوؤں کے بہتے ریلے نے بھی انہیں کمزور نہیں کیا تھا۔

سکندر حدید اس سے اپنا حق وصول کر چکے تھے اس کے رونے بلکنے کی پرواہ کیے بغیر واش روم میں جا بند ہوئے تھے، کچھ دیر بعد فریش ہو کر آئے تو بیڈ کے سینٹر میں سر گھٹنوں میں دیئے وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی، بالآخر سکندر حدید کو اس پر ترس کے ساتھ ساتھ پیار بھی بہت آیا اور وہ اس کے نزدیک آ کر بیٹھے۔

"دیکھو مسکان! جو ہونا تھا وہ ہو گیا اب شاباش کھڑی ہو فریش ہو جاؤ، پھر میں تمہیں گھر ڈراپ کر دوں گا۔"

انہوں نے نرمی سے اس کا جھکا سر اوپر اٹھایا۔

"نہیں میں گھر نہیں جاؤں گی۔" ہچکیوں کے درمیان انہی لفظوں کی تکرار تھی۔

"مسکان! ضد مت کرو۔"

"نہیں...... مجھ...... مجھے ڈر لگ رہا ہے۔" وہ کسی معصوم و ضدی بچے کی طرح ان کا ہاتھ اپنے کپکپاتے ہاتھوں میں تھام کے بولی تھی، آنکھوں میں حد درجہ خوف و ہراس نے سکندر حدید کو کچھ پل کے لئے ڈگمگا ضرور دیا تھا مگر انہیں بھی اپنے قدموں کو روکنا تھا مضبوطی سے کھڑا رہنا تھا۔

"حدید! مجھے اپنے ساتھ رکھ لیں نا میں یہیں...... اسی گھر میں کسی کونے میں پڑی رہوں گی۔" اس پر جو افتاد آن پڑی تھی اس سے اس کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں جیسے مفلوج ہو چکی تھیں، جو کہ وہ خود نہیں جانتی تھی کہ کیا بول رہی ہے۔

"نہیں مسکان! تمہاری جگہ گھر کے کسی کونے میں نہیں میرے دل میں ہے۔" انہوں نے بے اختیار اس کے بہتے اشکوں کو اپنی مضبوط انگلیوں کی پوروں میں جذب کیا تھا۔

"اور اب تمہیں کسی سے ڈرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے کوئی بھی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، مجھے صرف تین ماہ کا وقت چاہئے ایک سیمینار اٹینڈ کر لوں، پھر اس گھر سے میں تمہیں ہمیشہ

READING POINT
http://readingpointpk.blogspot.be

کے لیے لے آؤں گا"۔ انہوں نے اس کا ٹھنڈا یخ بستہ بڑی سا مخروطی ہاتھ اپنے ہاتھوں میں قید کیا تھا۔

"مگر حدید! وہ...... وہ گھر میں"۔ سب لوگوں کے چہرے آنکھوں میں گردش کرنے لگے تو خوف مزید بڑھنے لگا۔

"میری جان! کچھ نہیں ہوگا"۔ انہوں نے بے اختیار اس کی سرد پیشانی پر اپنے پیار کی مہر ثبت کر دی تھی جس پر اس کی گھنیری لانبی پلکوں کا اشک لرزتا ہوا دہکتے رخسار پر آ گرا تھا۔

"میں بہت جلد تمہیں لینے آؤں گا"۔

"حدید! اگر آپ...... نہیں آئے تو میں خود...... خودکشی کر لوں گی"۔

"مسکان......!" انہوں نے اس کے پنکھڑی لبوں پر ہاتھ رکھا تھا۔

"خبردار! جو تم نے اب اتنی گھٹیا بات دوبارہ سوچی بھی ہو [illegible] کچھ بھی نہیں ہوگا۔ میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے اتنا ہی پیار کرتی ہو جتنا میں تمہیں کرتا ہوں بلکہ شاید مجھ سے زیادہ چاہتی ہو تم مجھے...... تمہارے دل میں کیا ہے اس کا بھی مجھے علم ہے مگر اپنی زبان سے [illegible] ذرا حوصلہ نہیں ہمیشہ تمہاری شرم و حیا اور بزدلی آڑے آ جاتی ہے۔ لیکن مجھے تمہاری طرح یہ سب بھی بہت عزیز ہے اپنی جان سے زیادہ"۔ سکندر حدید نے اس کا خوبصورت چہرہ اپنی ہتھیلیوں کے پیالے میں بھرا تھا اور اس کی بلیک چمکتی ہوئی آنکھوں میں جھانکنے لگا جہاں صاف سکندر حدید کی تصویر آویزاں تھی۔

بڑی مشکل سے انہوں نے مسکان کو سنبھالا اسے دلاسہ دیا تھا سمجھایا تھا کہ کچھ دنوں کی بات ہے پھر ہم ساتھ رہیں گے۔ کچھ ہی گھنٹوں بعد وہ اپنے گھر میں موجود تھی مگر ایک یکسر بدلی ہوئی مسکان جو شاید خود سے نگاہ ملانے کے قابل نہیں رہی تھی۔ وہ جا چکا تھا عہد و پیماں کے وعدے امیدیں دے کے کب جانے وہ انتظار کی سولی پر کب تک چڑھی رہتی۔

☆

"زیدی ولا" دو بھائیوں اور ان کی فیملی سے آباد تھا جو کہ آپس میں سب ایک دوسرے کے لیے محبت جیسے جذبات رکھتے تھے بڑے بھائی سراج زیدی کے تین بچے حدید سکندر، جنید اور فرح جبکہ چھوٹے بھائی فرہاج زیدی کو اللہ نے منتوں مرادوں سے صرف ایک ہی بیٹی سے نوازا تھا مسکان، جو کہ اپنے نام کی طرح ہی شرمیلی اور معصوم تھی گھر کے ہر مکین کے دل میں وہ بستی تھی سب ہی اس پر جان لٹاتے تھے مگر سکندر حدید کے لیے وہ کچھ اور ہی معنی رکھتی تھی اس کے نرم گرم جذبات مسکان کے لیے بالکل الگ تھے وہ نیویارک جانے سے پہلے مسکان کو اپنے نام سے منسوب کرنا چاہتا تھا جس کا گھر کے ہر فرد نے احترام کیا اور دونوں کو ایک خوبصورت بندھن میں قید کر دیا تھا۔

ایجوکیشن مکمل کر کے جب وہ پاکستان لوٹا تو اس کا ایک جامعہ میں پڑھانے کا ارادہ تھا مگر یہ ارادہ اس کا سراج زیدی کو بالکل پسند نہیں آیا وہ چاہتے تھے کہ ان کا پھیلا ہوا بزنس وہ سنبھالے جس کا سکندر حدید نے صاف انکار کر دیا تھا۔

اسی ضد و انا میں فیصلہ یہ ہوا کہ سکندر حدید جب تک ان کی بات نہیں مانے گا اس گھر کے کسی فرد سے اس کا رشتہ نہیں رہے گا گھر کے ہر مکین کو سراج زیدی کا یہ ظالمانہ فیصلہ دہلا کے رکھ گیا تھا سب نے ہی کسی نہ کسی طرح دونوں کو سمجھانے کی کوشش کی مگر کوئی بھی اپنی جگہ سے ایک انچ نہ [illegible] مجبوراً سکندر حدید کو یہ گھر چھوڑنا پڑا۔

"حدید [illegible] پاپا کا فیصلہ اس پر آپ کا عمل نہ کرنا یہ سب کیا ہے جان [illegible] دونوں صرف اپنے بارے میں سوچ رہے ہیں"۔ فاطمہ بیگم [illegible] جذبات سے مجبور اسے آخری دفعہ سمجھانے آئی تھیں۔

"ممی! پاپا نے میرے ساتھ بہت غلط کیا ہے"۔

"کون کس کے ساتھ صحیح کر رہا ہے یا غلط وہ میں نہیں جانتی، مگر مسکان...... اس کا کچھ سوچا ہے؟"

"ممی پلیز! مسکان اس گھر میں آپ لوگوں کے پاس میری امانت ہے، میں اپنے پیروں پر کھڑا ہو جاؤں تو اسے یہاں سے لے جاؤں گا"۔ پھر کسی کی بھی منت کسی کی بھی ضد اسے نہیں روک سکی وہ چلا گیا سب کو اداس کر کے۔

READING POINT
http://readingpoint.blogspot.be

مسکان سب کو سکندر حدید کے حوالے سے اور زیادہ عزیز ہوگئی تھی' بھلے وہ اپنی فطری شرم وحیا کی وجہ سے کسی کو کچھ نہ کہتی' مگر سب کو معلوم تھا کہ حدید اس کے من کے گلشن میں کھلنے والی پہلی کلی' دھڑکتے دل کی پہلی دھڑکن اور محسوس کیے جانے والی پہلی خوشی ہے' وہ گھنٹوں بیٹھی اس کے بارے میں سوچتی رہتی تھی۔

☆

آج حدید سکندر کا کلاس میں پہلا دن تھا' اس نے جیسے ہی کلاس میں قدم رکھا تھا نظر مسکان پر جا ٹھہری تھی جو اپنی فرینڈز سے کچھ بول رہی تھی' اسے اس بات کی خوشی کے ساتھ ساتھ حیرانگی بھی بہت تھی' اس کے احترام میں سب اسٹوڈنٹس کھڑے ہوگئے تھے سوائے اس کے سب بیٹھے اور وہ جانتا تھا کہ وہ کیوں کھڑی رہ گئی ہے' اسے اُمید جو نہیں تھی کہ وہ کبھی ... سے اسے سامنے پا کر مگر حدید سکندر نے بڑی خوبصورتی سے اگنور کیا اور دل ہی دل میں مسکرا دیا تھا۔ اس نے ہمیشہ اپنا ... اسے روڈ ہی رکھا' کیونکہ وہ کسی کمزور لمحے کی گرفت میں نہیں آنا چاہتا تھا' اس کے لیے یہی بڑی خوشی کی بات تھی کہ وہ روزانہ اسے اپنے سامنے دیکھ سکتا تھا' مگر اس روز مسکان کی تین دن کی غیر حاضری نے بڑی بُری طرح حدید کو تپا ڈالا تھا۔

گھر کے ہر فرد کے بارے میں حال احوال سب کچھ اسے پتا چل رہا تھا اور یہ سب اسے اپنے چھوٹے بھائی جنید سے معلوم ہوتا' کیونکہ وہ اس کے کانٹیکٹ میں رہتا تھا' مگر اتفاق تھا کہ وہ بھی تین دن سے اسے کال نہیں کر رہا تھا' یہ بات بھی اسے بعد میں معلوم ہوئی کہ جنید کسی میٹنگ کے سلسلے میں باہر گیا ہے' مسکان چوتھے دن جامعہ آئی تھی' دل میں ایک خوشی کے ساتھ ساتھ اس پر غصہ بھی بہت آیا تھا اور اسی غصے کی پاداش میں اسے بری طرح جھڑک بھی دیا تھا' اس کے آنسو دیکھ کر اس کا دل بری طرح دُکھا تھا اور اس سے پہلے کہ کوئی جذبہ سر اٹھاتا مسکان کو کلاس سے ہی نکال دیا۔

رات کو فون پر جنید سے ہی معلوم ہوا کہ مسکان کے پیر میں موچ آ گئی تھی تو اسے خود پر بہت افسوس ہوا کہ بنا وجہ جانے اسے بری طرح سب اسٹوڈنٹس کے سامنے ڈانٹ دیا۔ اس سے اگلے دن جنید نے بڑی پریشانی میں کال کی تھی کہ پاپا کو اس کے بارے میں سب کچھ پتا چل گیا ہے' جس پر انہوں نے نہایت ہی ظالمانہ فیصلہ کیا ہے کہ اگر حدید اپنی جاب نہیں چھوڑتا تو اسے مسکان کو ڈائیورس دینا ہوگی' جس پر حدید کا غصہ خون میں رگوں کی طرح دوڑنے لگا بھلا وہ اس فیصلے کو کیسے مان لیتا' وہ لڑکی جو اس کی نس نس میں امرت بن کے دوڑتی تھی' جسم میں روح کی طرح تھی' کیسے اسے خود سے جدا کر دیتا اور اس غصے میں وہ اتنا انتہائی قدم اٹھا بیٹھا کہ اس معصوم مسکان کے بارے میں بھی نہیں سوچا۔

☆

وہ لاؤنج میں صوفے پر بیٹھی کسی غیر مرئی نقطے کو تک رہی تھی' وہ سوچنا چاہتی تھی مگر سوچیں جیسے صرف ایک نام پر ہی آ کر ختم ہو جاتیں اور وہ نام تھا "حدید سکندر"۔

فاطمہ بیگم جو جانے کب سے کھڑی اسے دیکھ رہی تھیں' وہ دیکھ رہی تھیں کہ مسکان آج کل کچھ مرجھائی مرجھائی سی ہے' بالکل چپ ہو کر رہ گئی تھی وہ "زبیدی ولا" میں جو طوفان آنے والا ہے مسکان اس سے بے خبر تھی مگر کب تک یہی ... کرب ہے جو انہیں دن رات پل پل ستاتا تھا۔

"... " نہایت مدھم و شیریں لب و لہجے میں فاطمہ بیگم نے اسے ... تھا' وہ اس کے پاس ہی آ بیٹھی تھیں۔

"آ...... آپ...... بڑی...... ما! آپ کب آئیں؟" وہ اپنے خیالات سے چونکی۔

"جب آپ نے دیکھا"۔ انہوں نے مسکرا کے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

"کیا بات ہے مسکان' میں کافی دنوں سے دیکھ رہی ہوں آپ کچھ اُلجھی اُلجھی سی ہیں' کسی چیز میں دھیان نہیں ہے دن بدن کمزور ہو رہی ہیں' مجھے بتایئے بیٹا مجھے بہت فکر ہو رہی ہے آپ کی"۔ لہجے میں پیار تھا فکر تھی کیا کچھ نہ تھا۔

"نن...... نن...... نہیں...... بڑی ممی! ایسی تو...... کوئی بات...... نہیں"۔ اپنی چوری پکڑے جانے پر وہ بری طرح

READING POINT
http://readingpoint.pk.blogspot.be

فوزدہ ہوئی تھی۔

"نہیں جان! کوئی تو بات ہے' جس نے ہماری شرمیلی معصوم سی بچی کو پریشان کر رکھا ہے' اپنی بڑی ممی سے شیئر نہیں کرو گی"۔ انہوں نے اس کی ٹھوڑی اوپر کی جو جھک سی گئی تھی اب وہ انہیں کیا بتاتی کہ آج کل وہ کس کشمکش میں مبتلا ہے حدید کو یونیورسٹی سے گئے ایک ماہ ہو گیا تھا مگر اب تک کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ کہاں ہیں۔

"کیا سوچ رہی ہو مسکان؟" فاطمہ بیگم بغور اس کا جائزہ لے رہی تھیں اس کے چہرے کے بدلتے رنگ ان سے چھپے نہیں تھے۔

"کچھ نہیں بڑی ممی! دراصل میرے فائنل ایگزامز قریب آ رہے ہیں' بس اور تو کوئی بات نہیں"۔ وہ ہولے سے بولی تھی اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور پوچھتیں وہ کھڑی ہوئی اور اس سے پہلے کہ وہ قدم آگے بڑھاتی دوبارہ سے بیٹھ گئی تھی' سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا تھا' فاطمہ بیگم تو بے حد پریشان ہو گئی تھیں جلدی سے ڈاکٹر کو فون کیا۔ مگر ڈاکٹر کی دی گئی خبر وہ کسی بم دھماکے سے کم نہیں تھی' گھر کا ہر فرد تا بھی کے عالم میں ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گیا' مسکان پریگنینٹ ہے یہ بات ہضم نہیں ہو رہی تھی' لیکن فاطمہ بیگم ان کے لئے پے در پے صدمات ٹھیک ثابت نہیں ہوئے تھے' پہلے حدید سکندر کی جدائی' مسکان اور حدید کی علیحدگی کا فیصلہ اور اب مسکان کی پریگنینسی کی خبر نے انہیں I.C.U پہنچا ڈالا تھا۔

"اگر بھابی جان کو کچھ ہو گیا تو میں تمہیں جان سے مار دوں گی مسکان!" زہرہ بیگم' مسکان پر ایک زہر خند نگاہ ڈالتی آگے بڑھی تھیں' وہ تو خود اس خبر سے شاک تھیں اور ابھی وہ اس سے بازپرس بھی کرتیں' مگر فاطمہ بیگم کی حالت نے انہیں روک دیا تھا' وہ تو اپنی چہیتی بیٹی کو بھی فراموش کر بیٹھی تھیں۔

سب کے سب اسپتال میں تھے سوائے مسکان کے جو اپنے کمرے میں بیٹھی زار و قطار رو رہی تھی اور ہچکیوں میں صرف ایک ہی دُعا تھی فاطمہ بیگم کی صحت یابی کی۔

"جنید! امی ٹھیک ہیں نا؟" جنید نے بڑی مشکل سے

حدید سکندر کو کال کر کے بلوایا تھا۔

"بھیا! دُعا کیجئے ممی کو ہوش آ جائے"۔ اس کا لہجہ بھیگا ہوا تھا' ہر کوئی اپنے اپنے انداز میں دُعا مانگنے میں مشغول تھا۔ فرح' حدید کے کندھے پر سر دھرے رو رہی تھی جبھی ڈاکٹر نے فاطمہ بیگم کے ہوش میں آنے کی نوید سنائی تھی' چند گھنٹوں بعد وہ روم میں شفٹ ہو گئی تھیں۔ آنکھ کھلنے پر انہیں اپنے اطراف میں سب اپنے ہی نظر آئے تھے' نگاہ حدید پر جا ٹھہری تو تڑپ کے دونوں ہاتھ پھیلائے تھے' وہ فوراً قریب آیا تھا۔

"اپنی ماں کو چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے"۔ انہوں نے اپنے کمزور و نحیف ہاتھوں سے اس کا چہرہ تھاما تھا۔

"اب کہیں نہیں جاؤں گا ممی! حدید سکندر کو صرف اپنی عزیز از جان ممی کی وجہ سے اپنی ضد اپنا برسوں کا بنا خواب توڑنا پڑا۔

"اس کا مطلب ہے آپ پاپا کی بات مان لیں گے ناں؟" فرح خوشی سے اس کی آمد پر چہکی تھی۔

"ہاں' مجھے پاپا کا فیصلہ منظور ہے' میں کل ہی ریزائن کر دوں گا"۔

"نہیں حدید! آپ ایسا کچھ نہیں کرو گے بلکہ میں اپنی بے جا ضد توڑتا ہوں"۔ سراج زیدی کو اپنی شریک حیات کو اس حالت میں دیکھنا بہت دُکھ دے رہا تھا اور آج اگر وہ یہاں تھیں تو صرف ان کی اپنی بے جا ضد کی وجہ سے' انہیں ان کی بات پہلے ہی مان لینی چاہیے تھی' جوان اولاد پر سختی برتنا ٹھیک نہیں تھا۔

"حدید! آپ کا شوق جنون بڑھانا ہی ہے تو آپ کو نہیں روکوں گا' آپ بڑھایئے بلکہ اس کے لئے میں آپ کو ایک کوچنگ بھی کھلوا دوں گا"۔ سراج زیدی اور حدید سکندر کی صلح و دوستی سے سب کو بے حد خوشی ہوئی تھی۔

"بھابی! اب کے رمضان ہمارے لئے بہت سی خوشیاں لایا ہے' ہمارا بیٹا گھر آ گیا' بھائی صاحب اور سکندر میں صلح ہو گئی' ہمیں اپنے رب کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ آنے والی عید پر ہم سب ساتھ ہوں گے"۔ فرہاج زیدی نے

READING POINT
http://readingpointpk.blogspot.be

حدید کو محبت سے گلے لگایا تھا۔

"اچھا بھابی جان! اب میں گھر چلتی ہوں مسکان گھر میں اکیلی ہے"۔ چچی جان کے لہجے میں کچھ ایسا تھا کہ وہ چونکے بغیر نہیں رہ سکا اور اس کے بارے میں پوچھ بیٹھا' جس پر وہ شرمندگی سے سر جھکا گئی تھیں اور وہ حقیقت اسے بتادی تھی۔

"ارے چچی جان یہ تو خوشی کی بات ہے' ممی یہ لیں اب آپ بہت جلد دادی بننے والی ہیں"۔ حدید سکندر کے اس جملے پر سب انگشت بدنداں ہو کر رہ گئے تھے اور شاید اس نے سب محسوس بھی کر لیا تھا۔

"آئی ایم سوری پاپا! مسکان کو مجھ سے الگ کرنا چاہتے تھے اور اس کے علاوہ میرے پاس کوئی چارہ نہیں تھا"۔

"مگر حدید! مسکان تو بالکل خاموش رہی تھی"۔

"ممی! آپ جانتی تو ہیں کہ آپ کی چہیتی بہو کتنی شرمیلی ہے"۔ ..... کر حدید سکندر کے چہرے پر قوس و قزح کے تمام رنگ ..... تھے جس نے وہاں موجود سب لوگوں کو پر سکون کر دیا تھا۔

"تو طے ہوا کہ اس عید پر ہم زہرہ اور ..... سے اپنی امانت مسکان کی رخصتی لے رہے ہیں"۔ سراج زیدی نے مسکراتے ہوئے سب کو دیکھا جبکہ فرح جنید نے "یاہو" کا نعرہ لگایا تھا۔

"حدید! اگر آپ نہیں آئے تو میں خودکشی کر لوں گی"۔ حدید سکندر کے کانوں میں مسکان کا یہ جملہ گونجا تھا اور اس نے گھر پہنچنے میں ذرا بھی دیر نہیں کی تھی۔ حدید کی سانسوں کی ڈور سے مسکان کی سانسیں جڑی ہوئی تھیں جسے وہ جوڑتے جوڑتے نڈھال ہو رہی تھی۔

"مسکان......!" وہ سر گھٹنوں میں دیئے ہچکیوں سے رو رہی تھی کہ کسی کی قریب سے آتی ..... نے سر اٹھانے پر مجبور کیا تھا۔

"حدید......!" وہ چیختی ہوئی اپنے سے دور کھڑے حدید سکندر کے چوڑے وکشادہ سینے سے جالگی تھی۔

"حدید! آپ کہاں چلے گئے تھے؟" اس کی ہچکیوں نے حدید سکندر کی تیز ہوتی دھڑکن کو مدھم کر دیا تھا اس کی سانسیں تھمنے لگی تھیں۔

"اب آ گیا ہوں نا کہیں نہ جانے کے لیے"۔ سرگوشی نہایت مدھم تھی۔ حدید سکندر کا ایک ہاتھ اگر اس کی مرمریں کمر کے گرد تھا تو دوسرے ہاتھ سے وہ اس کا سر سہلا رہا تھا۔

"حد...... حدید...... وہ...... بڑی ممی!" اس نے اپنا چہرہ اوپر اٹھایا۔

"ہاں میں انہی سے مل کر آ رہا ہوں اب وہ بالکل ٹھیک ہیں"۔ وہ اس کی بلیک چمکتی آنکھوں میں جھانکنے لگا۔

"سچ...... میں ابھی ان سے ملوں گی"۔

"ابھی تو آپ فی الحال ان کے بیٹے سے ملیے"۔ اس کے عنابی گداز لبوں پر شریر مسکراہٹ تھی۔

"اوہ......!" احساس ہوا کہ وہ کس پوزیشن میں ہے جلدی سے پیچھے ہونے لگی مگر گرفت مضبوط تھی۔ شرم و حیا نے اسے بالکل گلنار کر دیا تھا مسکان کے دل کی حالت زیر و بم ہو رہی تھی جس سے وہ بھرپور لطف اندوز ہو رہا تھا۔

"مسکان! ابھی بھی کچھ نہیں کہو گی؟" مسکان اس کے اس سنجیدہ جملے پر بڑی مشکل سے پلکوں کی گھنیری باڑ اٹھا پائی تھی حدید سکندر کا سنجیدہ انداز لب و لہجے پر وہ اسے بغور ..... نگاہوں میں سوال تھا جو حدید سکندر بخوبی پڑھ سکتا تھا اس ..... اس کی بلیک چمکتی نگاہوں میں جھک کر جھانکنے لگا تھا۔

"یہی کہ اگلی عید پر ہمارا ..... پیدا ہونے والا بے بی بھی ہو گا"۔ شرارتی لہجے میں کہا گیا ..... مسکان کو شپٹا گیا تھا' نگاہوں کے ساتھ ساتھ گردن بھی جھک گئی تھی دل کی دھڑکنوں کا شور مزید تیز ہو گیا تھا جو حدید سکندر با آسانی سن سکتا تھا' اس کی غیر حالت پر وہ ایک جاندار قہقہہ لگا بیٹھا تھا اور مسکان کو "بے وقوف لڑکی" کہتا اسے اپنے اندر سمو لیا تھا' مسکان نے آسودہ ہو کر آنکھوں کو بند کر لیا تھا جس کے سپنے اب پورے ہونے لگے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

READING POINT
http://readingpointpk.blogspot.be